ارشاد الفہوم

شرح

سُلّم العُلوم

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ترتیب

مولانا مفتی حسین احمد صاحب پالن پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : ارشاد الفہوم شرح سلم العلوم

افادات : حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ترتیب : مولانا مفتی حسین احمد صاحب پالن پوری
09837094794-09897413547
Emil:husaindbd@yahoo.in

کمپیوٹر کتابت : روشن کمپیوٹر محلہ اندرون کوٹلہ دیوبند۔222086

اشاعت اول : صفر المظفر سنہ ۱۴۳۳ ہجری = مطابق جنوری ۲۰۱۲ء

ناشر : مکتبہ حجاز نزد جامع مسجد دیوبند 09997866990

مطبوعہ : ایچ، ایس، آفسیٹ پرنٹرز، دریا گنج، نئی دہلی
23244240
09811122549

ملنے کا پتا

مکتبہ حجاز نزد جامع مسجد دیوبند

فہرست مضامین

- فہرست مضامین ۱۲-۳
- عرض مرتب ۱۳
- حضرت علامہ قاضی محبّ اللہ بہاری رحمہ اللہ کے حالات ۱۹
- چند اربابِ فن جن کا شرح میں ذکر آیا ہے ۲۱
- چار مکاتبِ فکر ۲۸
- کتاب کا آغاز ۲۹
- چار جگہ مفعول مطلق کے عامل کو محذوف رکھنا واجب ہے ۲۹
- تصور کی چار قسمیں: بالکنه، بکنهه، بالوجه، بوجهه ۳۱
- علم کی دو قسمیں: حصولی اور حضوری ۳۴
- اللہ تعالیٰ کا علم حضوری ہے، حصولی نہیں ۳۴
- اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کے خالق ہیں ۳۶
- جعلِ بسیط اور جعلِ مرکب: ۳۶
- کتاب یاد کریں ....
- مقدمہ کی دو قسمیں: مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب ۴۲
- علم کی دو تعریفیں: لفظی اور حقیقی: ۴۳
- علم بدیہی ہے یا نظری؟ ۴۳
- علم کی پانچ تعریفیں اور ان میں فرق ۴۴
- علم کی تعریف ممکن ہے یا نہیں؟ ۴۵
- علم کی دو قسمیں: تصور اور تصدیق ۴۷
- تصدیق بسیط چیز ہے ۴۷
- لفظ حکم چار معنی میں استعمال کیا جاتا ہے ۴۸
- نسبتِ تامہ اور ناقصہ ۴۸
- جزم، جہل مرکب، حق، تقلید، تصدیق، ظن اور وہم کی تعریفات ۴۸

- تصور کی چار صورتیں ۴۸
- علم کی دونوں قسموں میں نسبت ۴۹
- تصور و تصدیق میں تباین ذاتی پر ایک مشہور اعتراض اور اس کا جواب ۵۰
- کتاب یاد کریں ....
- تمام تصور و تصدیق نہ بدیہی ہیں نہ نظری: بلکہ بعض بدیہی ہیں اور بعض نظری ۵۶
- نظری اور دور کی تعریف ۵۷
- برہانِ تضعیف کا بیان ۶۰
- بسیط کاسب نہیں ہوسکتا ۶۵
- حکیم مائن کا مشہور اعتراض اور اس کے دو جواب ۶۶
- علم منطق کی ضرورت ۶۸
- معرف (بالکسر) تعریف، حدّ شارح اور دلیل و حجت ۶۹
- موضوع کیا چیز ہوتی ہیں؟ ۷۰
- عوارض اور اس کی دو قسمیں: عوارض ذاتیہ اور عوارض غریبہ ۷۰
- واسطہ اور اس کی تین قسمیں: واسطہ فی الاثبات، واسطہ فی الثبوت اور واسطہ فی العروض ۷۱
- منطق کا موضوع: معقولات ہیں ایصال کی شرط کے ساتھ ۷۲
- معقول اور اس کی قسمیں: معقولِ اوّلی اور ثانوی: ۷۲
- منطق کا موضوع: معقولاتِ اولیہ یا ثانویہ؟ ۷۳
- حیثیت کی تین قسمیں: اطلاقیہ، تقییدیہ اور تعلیلیہ ۷۳
- کتاب یاد کریں ....
- امہاتُ المطالب کا بیان ۷۶
- ما کی دو قسمیں: شارحہ اور حقیقیہ ۷۶
- أیٌّ کا استعمال ۷۷
- ھل: کی دو قسمیں: بسیطہ اور مرکبہ ۷۷

- لِمَ کا استعمال اور دلیل کی دو قسمیں: دلیل انی اور دلیل لمی ۷۷
- توابع کا بیان ۷۸

تصورات کا بیان

- تقدم اور اس کی پانچ قسمیں ۷۹
- کتاب یاد کریں ....
- دلالت اور اس کی تین قسمیں، پھر ہر ایک کی دو قسمیں ۸۳
- ایک اعتراض اور اس کا جواب ۸۵
- علاقۂ ذاتیہ کا مطلب ۸۵
- ایک سوال کا جواب ۸۶
- الفاظ کی وضع بالذات کس چیز کے لئے ہے؟ ۸۶
- کتاب یاد کریں ....
- دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں مطابقی، تضمنی اور التزامی ۸۸
- امکان عام اور امکان خاص ۸۹

علوم وفنون میں دلالت التزامی کا استعمال ہے؟ ۹۲

- امام رازی کا اعتراض اور اس کا جواب ۹۴
- لفظ کی دو قسمیں: مفرد اور مرکب ۹۵
- لفظ مفرد کی تین قسمیں: ادات، کلمہ اور اسم ۹۷
- افعالِ ناقصہ کلمات ہیں یا ادات؟ ۹۸
- اعتراض کہ کلمہ اور ادات بھی محکوم علیہ بنتے ہیں ۱۰۱
- کتاب یاد کریں ....
- لفظ مفرد کی دوسری تقسیم ۱۰۲
- لفظ مفرد کی تین قسمیں: جزئی حقیقی، کلی متواطی اور کلی مشکک ۱۰۳
- ضمیریں اور اسمائے اشارات جزئی ہیں یا کلی؟ ۱۰۴

- وضع کی قسمیں ۱۰۴
- کلی مشکک میں تفاوت چار طرح سے ہوتا ہے ۱۰۶
- تشکیک کس چیز میں ہوتی ہے؟ ۱۰۸
- کثرتِ معنی کے اعتبار سے لفظ کی چار قسمیں ۱۱۰
- مشترک کا وجود ہے یا نہیں؟ اور عموم مشترک جائز ہے یا نہیں؟ ۱۱۱
- مرتجل: مشترک میں داخل ہے یا منقول میں؟ ۱۱۴
- اعلام منقول ہیں یا مرتجل؟ ۱۱۵
- حقیقت ومجاز کا بیان ۱۱۶
- مجاز کی دو قسمیں: استعارہ اور مجاز مرسل ۱۱۷
- مجازِ مرسل کے چوبیس علاقے ۱۱۸
- مجاز کے لیے صرف علاقہ کافی ہے ۱۲۱
- حقیقی معنی کو پہچاننے کی علامت ۱۲۲
- مجازی معنی کو پہچاننے کی علامتیں ۱۲۲
- کتاب یاد کرو ....
- ترادف کا بیان ۱۲۶
- ترادف کے لیے شرطیں ۱۲۶
- ترادف ممکن ہے یا نہیں؟ ۱۲۷
- مترادفین میں سے ایک کو دوسرے کی جگہ مطلقاً استعمال کرسکتے ہیں یا کوئی شرط ہے؟ ۱۲۸
- مفرد و مرکب میں ترادف کا بیان ۱۲۹
- مرکب کی قسمیں ۱۳۰
- خبر اور قضیہ کی مشہور تعریف سے عدول ۱۳۰
- ایک اعتراض کی دو تقریریں ۱۳۲
- علامہ دوّانی کا جواب ۱۳۳
- مصنفؒ کا تحقیقی جواب ۱۳۳

- مصنفؒ کا جواب بھی محلِ نظر ہے ۱۳۴
- مصنفؒ کے جواب کی نظیر ۱۳۴
- نظیر پر نظر ۱۳۵
- انشاء کی قسمیں ۱۳۵
- مرکب ناقص کی قسمیں ۱۳۶
- خاص بات جو سمجھ لینی چاہئے ۱۳۶
- کتاب یاد کریں ....
- کلی اور جزئی کا بیان ۱۳۸
- خارج میں پائے جانے کے اعتبار سے کلی کی قسمیں ۱۳۹
- ایک اعتراض کا جواب ۱۴۰
- کلی اور جزئی کی تعریفات پر ایک مشہور اعتراض ۱۴۲
- چیزیں ذھنوں میں بِأَنْفُسِهَا آتی ہیں یا بِأَشْبَاحِهَا؟ ۱۴۳
- ایک اعتراض کے تین جوابات ۱۴۵
- مصنفؒ کے جواب پر اعتراض کا جواب ۱۴۸
- مصنفؒ کے جواب الجواب کی تائید ۱۴۹
- کلی ہونا اور جزئی ہونا علم کی صفتیں ہیں یا معلوم کی؟ ۱۴۹
- جزئی نہ کاسب ہوتی ہے نہ مکتسب ۱۵۰
- جزئی کی دو قسمیں: حقیقی اور اضافی اور ان میں نسبت ۱۵۱
- کتاب یاد کریں ....
- دو کلیوں کے درمیان نسبتوں کا بیان ۱۵۵
- نسبتیں چار ہیں: تساوی، بتاین، عام وخاص مطلق اور من وجہٍ ۱۵۵
- نقیضوں میں نسبت کا بیان ۱۵۶
- ۱- دو متساوی کلیوں کی نقیضوں میں بھی تساوی کی نسبت ہوتی ہے ۱۵۷
- مضبوط اعتراض ۱۵۹

- اعتراض کا پہلا جواب ۱۶۰
- اعتراض کا دوسرا جواب ۱۶۰
- اعتراض کا صحیح جواب ۱۶۱
- عام وخاص مطلق کی نقیضوں میں بھی عام وخاص مطلق کی نسبت ہوتی ہے مگر عکسِ طرفین کے ساتھ ۱۶۲
- جن دو کلیوں میں من وجہ کی نسبت ہوتی ہے ان کی نقیضوں میں تباین جزئی ہوتا ہے اور جن دو کلیوں میں تباین کی نسبت ہوتی ہے ان کی نقیضوں میں بھی تباین جزئی ہوتا ہے ۱۶۶
- تباین جزئی کی تعریف ۱۶۷
- نقیضوں میں تبائن جزئی کی دلیل ۱۶۷
- تباین جزئی کے تحقق کی دو صورتیں ۱۶۷
- مفہوماتِ شاملہ کے ذریعہ اعتراض اور اس کا جواب ۱۶۸
- کتاب یاد کریں ....
- کلی کی دو قسمیں: ذاتی اور عرضی ۱۷۰
- عرض، عرضی اور محل میں تغایر حقیقۃً ہے یا اعتباری؟ ۱۷۳
- اعتباراتِ ثلاثہ کا بیان ۱۷۵
- کتاب یاد کریں ....
- جنس کا بیان ۱۷۹
- جنس کی دو قسمیں: جنسِ قریب اور جنسِ بعید ۱۷۹
- مباحث خمسہ ۱۸۱
- ما ھو؟ کے ذریعہ کیا چیز دریافت کی جاتی ہے؟ ۱۸۱
- ایک چیز کی ایک مرتبہ میں دو جنسیں نہیں ہو سکتیں ۱۸۲
- جنس اور نوع وجود میں متحد ہوتے ہیں ۱۸۳
- تین اعتراضات کے جوابات ۱۹۲

- کتاب یاد کرو ....
- نوع کا بیان ۱۹۷
- نوع حقیقی کو پہچاننے کا طریقہ ۱۹۸
- نوعِ حقیقی اور نوعِ اضافی میں نسبت ۱۹۹
- نوعِ اضافی اور جنس کی تقسیم ۲۰۰
- اجناس وانواع کی ترتیب ۲۰۱
- فصل کا بیان ۲۰۳
- لفظ أَیٌّ کا موضوع لہٗ ۲۰۳
- فصل کی دو قسمیں: فصلِ قریب اور فصلِ بعید ۲۰۴
- فصل کے دو اعتبار اور دو نام ۲۰۴
- ایک قاعدہ اور اس پر پانچ تفریعات ۲۰۶
- فصل کی بحث میں دو اعتراض ۲۰۹
- فصل کی بحث میں دوسرا اعتراض ۲۱۲
- خاصہ کا بیان ۲۱۶
- خاصہ شاملہ اور غیر شاملہ ۲۱۷
- عرض عام کا بیان ۲۱۸
- خاصہ اور عرضِ عام کی قسمیں ۲۱۹
- عرضِ مفارق کی تین قسمیں ۲۱۹
- عرضِ لازم کی تین قسمیں ۲۲۰
- لازم ماہیت کا ماہیت سے جدا ہونا ممتنع ہے ۲۲۰
- عرض مفارق دائم درحقیقت عرضِ لازم ہے ۲۲۱
- عرضِ لازم کی دوسری تقسیم اور لازم کے دو معنی ۲۲۲
- لزوم کی بحث میں صاحبِ مطالع کا اعتراض ۲۲۴
- کتاب یاد کرو ....

- کلی کی تین قسمیں: منطقی، طبعی اور عقلی ۲۲۹
- ہر کلی میں تین اعتبارات ۲۲۹
- کلی طبعی کے تین اعتبارات: مجردہ، مخلوطہ اور مطلقہ ۲۳۰
- کلی منطقی خارج میں موجود نہیں ۲۳۴
- کلی عقلی بھی خارج میں موجود نہیں ۲۳۴
- کلی طبعی خارج میں موجود ہے یا نہیں؟ ۲۳۴
- کلی طبعی مجردۃ کا بیان ۲۳۷
- کتاب یاد کرو
- معرف کی تعریف ۲۴۰
- معرف کی دو قسمیں: حقیقی اور لفظی ۲۴۱
- تعریفِ حقیقی کی دو قسمیں: تعریف بحسب الحقیقت اور تعریف بحسب الاسم ۲۴۱
- معرِّف کے لیے دو شرطیں ۲۴۲
- اعم واخص مطلق اور من وجہٍ کے ذریعہ تعریف درست نہیں ۲۴۳
- ایک شبہ کا جواب ۲۴۴
- عام کے ذریعہ تعریف کرنا جائز ہے ۲۴۵
- معرف کی دو قسمیں: حد اور رسم ۲۴۶
- حد اور رسم کی دو دو قسمیں: تام اور ناقص ۲۴۶
- کیا تعریف کے اجزاء میں ترتیب ضروری ہے؟ ۲۴۷
- پہلی بحث ۲۵۲
- تعریفِ لفظی از قبیل تصورات ہے ۲۵۵
- تعریف پر منع وارد نہیں ہوسکتا ۲۵۷
- مفرد لفظ ایک وضع سے مفرد معنی ہی پر دلالت کرتا ہے ۲۶۱
- مفرد کی تعریف لفظی مفرد ہی سے ہونی چاہئے ۲۶۲
- کتاب یاد کریں

تصدیقات

- تصدیق کی تعریفِ لفظی ۲۶۶
- تصدیق اور حکم کے مترادف ہونے کی دلیل ۲۶۶
- حکم کے چار معنی ۲۶۷
- حکم کی دو قسمیں: حکمِ اجمالی اور حکمِ تفصیلی ۲۶۷
- تصدیق کا متعلَّق کیا چیز ہوتی ہے؟ ۲۶۹
- قضیہ کتنے اجزاء سے مرکب ہوتا ہے؟ ۲۷۱
- وقوعِ نسبت اور لا وقوعِ نسبت کا مطلب ۲۷۴
- نسبتِ تقییدی ۲۷۴
- ظن، جہلِ مرکب، تقلید اور یقین: تصدیق ہیں ۲۷۴
- شک، وہم اور تخیل تصورات ہیں ۲۷۵
- قضیہ کے اجزاء کے بارے میں اختلاف ۲۷۵
- متقدمین پر 'ظن' کے ذریعہ متأخرین کا اعتراض ۲۷۶
- شک کے ذریعہ متقدمین پر اعتراض اور اس کا جواب ۲۷۷
- متأخرین کی طرف سے متقدمین پر اعتراض ۲۷۸
- اعتراض کا کمزور جواب ۲۷۹
- جواب کی تردید ۲۸۰
- تردید کی تردید ۲۸۱
- تردید کی تردید کا جواب ۲۸۱
- مصنفؒ کی طرف سے اصل اعتراض کا دوسرا جواب ۲۸۲
- مصنفؒ کے جواب پر اشکال اور اس کا جواب ۲۸۲
- ایک اور اعتراض کا جواب ۲۸۳
- قضیہ کے اجزائے ثلاثہ پر دلالت کرنے والے الفاظ ۲۸۴
- قضیہ: ثنائی کیسے ہوتا ہے؟ ۲۸۵

- رابطہ کی دو قسمیں: زمانیہ اور غیر زمانیہ ۲۸۶
- کتاب یاد کریں ....
- قضیہ کی اقسام اوّلیہ: حملیہ اور شرطیہ ۲۸۸
- قضیہ شرطیہ میں حکم کہاں ہوتا ہے؟ ۲۸۹
- مناطقہ کی دلیل ۲۹۰
- مناطقہ کی دلیل کا جواب ۲۹۲
- معدوم النظیر والے شبہ کا حل ۲۹۳
- قضیہ محصورہ میں حکم ماہیت کلیہ پر لگتا ہے یا افراد پر؟ ۳۰۴
- قضیہ محصورہ کی تقسیم ۳۰۷
- ج اور ب کی اصطلاح ۳۰۹
- کلّ کی بحث ۳۱۲
- ج کا مصداق کس قسم کے افراد ہوتے ہیں؟ ۳۱۴
- حمل کی تعریف، مثال اور عبارت کا حل ۳۱۴
- حمل کی اولاً تین قسمیں ۳۲۳
- حمل لغوی کی دو قسمیں ۳۲۳
- حمل کی اور دو قسمیں: بدیہی اور نظری ۳۲۴
- حمل شائع متعارف کی دو قسمیں: بالذات اور بالعرض ۳۲۵
- حمل کی تعریف پر اعتراض اور اس کا جواب ۳۳۰
- ایک مسئلہ، اور اس میں ایک اعتراض کا جواب ۳۳۱
- ایک قیمتی ضابطہ ۳۳۳
- ایک اعتراض کے چار جواب ۳۳۹
- موجہات کا بیان ۳۵۸
- موجہاتِ بسیطہ کا بیان ۳۶۲
- قضایا موجہہ کا بیان ۳۶۴
- موجہات مرکبہ کا بیان ۳۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

حمد وثنا پاک پروردگار کے لیے جس نے انسان کو مافی الضمیر کی تفہیم کا سلیقہ سکھایا، اور درود وسلام افضل البشر، صاحب الجود والکرم، محمد اکرم ﷺ پر جن کی بابرکت ذات سراپا ہدایت ہے، اور آپ کی آل واصحاب پر جو ایمان ویقین کے پیکر ہیں، امابعد:

اللہ عز وجل نے روزِ اول ہی سے انسان کو یہ خوبی عطا فرمائی ہے کہ وہ مختلف جز ئیات میں غور وفکر کر کے کلی بناتا ہے، پھر اس کلی کے ذریعہ مجہول افراد کا حکم معلوم کر لیتا ہے، اور اس طرح نئے نئے علوم حاصل کرتا رہتا ہے، بلاشبہ یہ انسان کے لیے سعادت کی بات ہے۔

البتہ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ غور وفکر میں غلطی کا قوی امکان ہوتا ہے اس لیے قدرتی طور پر ایک ایسے قانون کی ضرورت پیش آتی ہے جس کی رعایت نظر وفکر میں غلطی سے بچائے، نظر وفکر میں غلطی سے بچانے والے اسی فطری قانون کا نام منطق ہے۔

منطق: نُطق سے ماخوذ ہے، نطق (ض) نطقا و منطقًا کے معنی ہیں: بولنا، واضح کرنا، منطق: یا تو اسم ظرف ہے یا مصدر میمی، اول صورت میں معنی ہیں: جائے نطق، اور دوسری صورت میں معنی ہیں: گویائی، اس کا اطلاق ظاہری گویائی: گفتگو پر بھی ہوتا ہے اور باطنی گویائی: فہم وادراک پر بھی، چوں کہ اس فن کے ذریعہ قوت گویائی حاصل ہوتی ہے اور مافی الضمیر کو مؤثر انداز میں سمجھانے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے اس لیے حکماء نے اس کا نام منطق رکھا ہے۔

❁ ❁ ❁

منطق ایک فطری علم ہے۔ اپنی بات کو مدلل پیش کرنے کی، قیاس کر کے نتیجہ نکالنے کی اور غور وفکر میں غلطی سے بچنے کی ہر کوئی کوشش کرتا ہے، لیکن اس علم کا باضابطہ آغاز حضرت

ادریس علیہ السلام سے ہوا، کہا جاتا ہے: مخالفین کو عاجز اور ساکت کرنے کے لئے حضرت ادریس علیہ السلام کو بطور معجزہ اس فن کا علم دیا گیا، پھر یونانیوں نے اس کو اپنا لیا، اور سب سے پہلے حکیم ارسطو نے اس فن کو مدون کیا اس لیے ارسطو کو 'معلم اول' کہتے ہیں، اس کا زمانہ ۳۸۴ قبل مسیح ہے، اور مسلمانوں میں یونانی فلسفہ کی ابتداء حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے خالد بن یزید اموی (متوفی ۹۰ھ) نے ۹۰ھ میں کی، اس نے ایک دار الترجمہ قائم کیا، اور یونانی زبان دانوں کو جمع کر کے ترجمہ کی خدمت ان کو سپرد کی، بیرونی کہتا ہے: **كان خالدٌ أولَ فلاسفةِ الإسلام**: خالد سب سے پہلا مسلمان فلسفی تھا، مگر ابھی منطق وفلسفہ کا چمن شاداب نہیں ہوا تھا کہ انقلاباتِ دہر نے سلطنت بنو امیہ کا ورق پلٹ دیا، اور خلافت عباسیہ کی بنیاد پڑی، خلفائے عباسیہ نے از سر نو اس گلستان کی آبیاری کی، دوسرے خلیفہ منصور عباسی (متوفی ۱۵۸ھ) نے اپنی عمر کا بڑا حصہ منطق وفلسفہ کو ترقی دینے میں صرف کیا، وہ علم دوست ہونے کے علاوہ خود بھی بڑا ذی علم تھا، زِرِکلی نے لکھا ہے: **كان عارفا بالفقه والأدب، مقدَّمًا في الفلسفة والفلك**، پانچواں خلیفہ ہارون رشید (متوفی ۱۹۳ھ) بھی اسی کے نقش قدم پر چلا، لیکن حکمت وفلسفہ اور منطق کا سب سے زیادہ شاندار دور ساتویں خلیفہ مامون (متوفی ۲۱۸ھ) کا عہد خلافت ہے۔ یہ خلیفہ قابل اور زبردست فرماں روا ہونے کے ساتھ ہی علم وفن کا قدرداں اور صاحبانِ فضل وکمال کا بہت بڑا حامی اور سرپرست تھا، اس نے بغداد کو منطق وفلسفہ کا مرکز بنا دیا، اس کے دربار میں بلا لحاظ ملت ومذہب دنیا کے ہر گوشہ سے اہل کمال جمع ہو گئے تھے، اور اپنے فضل وکمال کی داد پاتے تھے، مامون نے شاہانِ روم کے پاس ہدایا بھیجے تھے اور ان سے درخواست کی تھی کہ وہ ہدایا کے جواب میں منطق وفلسفہ کی کتابیں بھیجیں، چنانچہ انھوں نے افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، جالینوس، اقلیدس اور بطلیموس وغیرہ فلاسفہ کی کتابوں کا بڑا ذخیرہ بھیجا (اعلام ۴: ۱۶۲) اس خلیفہ نے یونانی فرماں روا میکال ثالث کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس میں ایک شرط یہ تھی کہ قسطنطینیہ کا بڑا کتب خانہ اس کے حوالہ کر دیا جائے (رموز حکمت ص: ۹)

اس طرح منطق وفلسفہ کے پیش بہا جواہر اس کے ہاتھ آئے اور اس نے حنین بن

اسحاق، ثابت بن قرہ، حُبیش بن حسن وغیرہ فضلاء کو کتب فلسفہ کے ترجمہ کی خدمت سپرد کی، حنین ایک عیسائی تھا، جس نے ترجمہ میں کافی شہرت حاصل کی تھی، ثابت صبائی تھا اس نے ترجمہ میں اس قدر شہرت حاصل کی تھی کہ اس کو رئیس المترجمین کہتے تھے، حبیش: حنین کا شاگرد اور اس کا بھانجا تھا (رموز حکومت ص:۹)

پھر ابونصر محمد فارابی (متوفی ۳۳۹ھ) نے ارسطو کی کتب منطقیہ کی شرح لکھی اور دوبارہ اس فن کو مدون کیا اس لیے وہ 'معلم ثانی' کہلاتا ہے، فارابی مسلمان فلاسفہ کا بادشاہ اور یونانی فلسفہ کے مترجمین کا سرخیل ہے اور تقریباً سو کتابوں کا مصنف ہے۔ فاراب ترکستان کا ایک شہر ہے۔ پھر شیخ ابوعلی ابن سینا نے اس فن کو سنوارا اس لیے اس کو 'معلم ثالث' کہتے ہیں۔ ابن سینا فلسفیوں کا چودھری تھا، بخاری کے کسی گاؤں میں ولادت اور ہمدان میں وفات پائی، یہ بھی تقریباً سو کتابوں کا مصنف ہے، اس کی چند مشہور کتابیں یہ ہیں: (۱) فن طب میں القانون (۲) فلسفہ میں الشفاء (۳) علوم عقلیہ میں الاشارات۔

۞ ۞ ۞

منطق ایک ضروری علم ہے، وہ علوم فہمی میں بہترین مددگار ہے، اس سے تشحیذ اذہان ہوتی ہے، علم میں رسوخ، جماؤ، پختگی اور تعمق پیدا ہوتا ہے، عبارت فہمی اور قوت استدلال کے نئے نئے طریقے سامنے آتے ہیں اور نحو و بلاغت، فقہ و کلام اور اصول میں درک پیدا ہوتا ہے اس لیے اکابر نے اس فن کی طرف ہمیشہ خصوصی توجہ مبذول کی، اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ اس کی خدمت کی، مگر افسوس دور حاضر میں علم منطق سے عام طور پر بے اعتنائی برتی جارہی ہے، طلبہ تو طلبہ بعض اساتذہ بھی اس سے متنفر نظر آتے ہیں، یہاں تک کہ کہنے والے نے کہہ دیا: یجوز الاستنجاء بأوراق المنطق، وہ لوگ اس فن کو مفسد اذہان اور مخرب عقائد قرار دیتے ہیں، حالاں کہ منطق کے بغیر استعدادیں ناپختہ اور صلاحیتیں ناقص رہتی ہیں، یقین کیجیے شرح جامی، مختصر المعانی، ہدایہ، حسامی، مسلم الثبوت، میبذی اور شرح عقائد جیسی کتابوں کو منطق میں مہارت کے بغیر کما حقہ نہیں سمجھا جاسکتا، اور نحو، بلاغت، فقہ، اصول فقہ اور علم کلام میں منطق کے بغیر درک نہیں ہوسکتا، کیوں کہ درسی کتابوں

کے طرق استدلال خالص منطقیانہ ہیں، امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: **مَن لم یَعرف المنطقَ فلا ثقةَ به فی العلوم أصلاً**: جو شخص منطق میں مہارت نہیں رکھتا وہ علوم میں قابل وثوق نہیں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: منطق کہ خادم ہمہ علوم است خواندانِ آں البتہ مفید است، اور حضرت تھانوی قدس سرہ رسالہ النور (ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ) میں رقم طراز ہیں: ''ہم جیسا بخاری کے مطالعہ میں اجر سمجھتے ہیں میر زاہد امور عامہ کے مطالعہ میں بھی ویسا ہی اجر سمجھتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ نیت صحیح ہو، کیوں کہ اس کا شغل بھی اللہ کے واسطہ ہے اور اُس کا بھی''...... لہٰذا طلبہ کو چاہئے کہ پوری لگن، امنگ اور جذبۂ تحصیل کے ساتھ منطق میں محنت کریں، ان شاء اللہ ان کی محنت رائگاں نہیں جائے گی۔

❁ ❁ ❁

فن منطق میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سلم العلوم ایسی بے نظیر اور بے بہا کتاب ہے جس نے منطق میں نئی روح ڈالی ہے، اور ایسی مقبول ومتداول ہوئی ہے کہ تمام مدارس میں داخل درس ہے، مصنفؒ نے اس کے قبول عام کے لیے دعا کی تھی: **اللّٰھم اجعله بین المتون کالشمس بین النجوم**: یہ دعا ایسے اخلاص کے ساتھ اجابت دعا کے وقت میں نکلی کہ سلم العلوم کا متن متین ہنوز علماء کی توجہات کا مرکز ومحور ہے، اس کی قبولیت میں مرور ایام اثر انداز نہیں ہوا، مصنف علام نے منطق کے دقیق ترین مسائل غایت ایجاز واختصار کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں، اس کا ہر لفظ اپنے اندر معانی ومفاہیم کا دفتر لیے ہوئے ہے، چنانچہ ہمیشہ ہی علماء نے اس کی تبیین وتشریح کے لیے طبع آزمائی کی ہے، اردو میں بھی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں، لیکن بعض معمہ بن کر رہ گئی ہیں، اور بعض میں طول بیانی کا یہ حال ہے کہ پڑھنے والا اکتا جاتا ہے، اس لیے ایک ایسی شرح کی ضرورت باقی تھی جس سے کتاب بخوبی حل ہو جائے جس کا انداز بیان سہل، آسان اور طوالت واختصار سے پاک ہو۔

❁ ❁ ❁

راقم الحروف نے ۱۹۹۶ء میں جب کہ میں جامعہ اشرفیہ راندیر سورت (گجرات) میں مدرس تھا اور ربیع الاول میں ششماہی امتحان کے بعد دس یوم کے لئے گھر آیا تھا، والد ماجد

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم (شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) سے سلم العلوم پڑھی، پڑھتے وقت میں استاذ کی تقریر لکھ لیا کرتا تھا، ابھی کتاب پوری نہیں ہوئی تھی کہ تعطیل پوری ہوگئی، اور مجھے مدرسہ چلا جانا پڑا، استاذ محترم کی یہ تحقیقی اور زریں تقریر بکھرے ہوئے اوراق میں میرے پاس تھی، اس لیے میں نے اس کو باقاعدہ مرتب کرنے کا ارادہ کیا تاکہ یہ قیمتی سوغات محفوظ ہوجائے، یہی ایک جذبہ تھا جس کی وجہ سے میں نے اس تقریر کو مرتب کیا، اس وقت ارادہ یہ تھا کہ باقی کتاب پڑھ کر پوری کتاب کی تقریر شائع کروں گا تاکہ اپنے بھائیوں کو بھی اس نعمت عظمی میں شریک کروں، مگر حضرت والا کی بے پناہ مصروفیت کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہوسکا، اور مسودہ یونہی ناقص پڑا رہا، اور متعدد مدارس کے طلبہ اور اساتذہ اس کی نقلیں حاصل کرکے استفادہ کرتے رہے، اور واقفین برابر اصرار کرتے رہے کہ اتنا ہی شائع کردیا جائے، کیوں کہ مدارس میں عام طور پر سلم العلوم جتنی پڑھائی جاتی ہے اس کے لیے یہ کافی ہے، میں نے حضرت والا سے اجازت چاہی اور اصرار کیا تو موصوف بہ مشکل راضی ہوئے، اور مسودہ منگواکر دوبارہ اس کا ایک ایک حرف بامعان نظر پڑھا، اور حذف واضافہ کے بعد اشاعت کی اجازت عنایت فرمائی۔

❁ ❁ ❁

خداوند قدوس نے حضرت الاستاذ کو رسوخ فی العلم کے ساتھ مرتب گفتگو کا سلیقہ اور بیان وتوضیح کا ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہے، آپ مشکل سے مشکل مسائل کو تقریر وتحریر کے ذریعہ نہایت عمدہ طریقہ پر ذہن نشین کردیتے ہیں اور کتاب کا ایک ایک حرف حل کرتے ہیں، کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑتے، اور غیر ضروری ابحاث سے تعرض نہیں کرتے، چناں چہ موصوف کا ہر درس، ہر تقریر اور ہر تحریر علمی نکات سے پُر، سہل ممتنع، مرتب، واضح اور جامع ہوتی ہے، اس شرح کو بھی اساتذہ اور طلبہ ان خوبیوں سے مزین پائیں گے، حضرت والا نے ہر مسئلہ کی ایسی دلنشیں تشریح فرمائی ہے اور توضیح کا ایسا طریقہ اختیار کیا ہے کہ اب سلم العلوم آسان ہوگئی ہے، درجات عالیہ کے طلبہ از خود بھی اس کو حل کرسکتے ہیں اور منطق میں عبور حاصل کرسکتے ہیں۔

پیش نظر کتاب اس طرح ترتیب دی گئی ہے کہ پہلے عبارت اعراب کے ساتھ رکھی گئی ہے، پھر درسی ترجمہ ہے، اس کے بعد عبارت کی ضروری تشریح ہے اور معالم طریق یعنی عناوین قائم کئے گئے ہیں، نیز عبارتوں کو جدا جدا کیا ہے، اور ہر بحث کے بعد مشقی سوالات بڑھائے ہیں، اس میں سلم العلوم کے تمام مسائل کا احاطہ کیا ہے، طلبہ ان مشقی سوالات کے ذریعہ کتاب یاد کر سکتے ہیں، اگر وہ ضروری قواعد کی عربی عبارتیں بھی حفظ کر لیں تو اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔

۞ ۞ ۞

جاننا چاہئے کہ اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ کتاب میں کوئی جگہ تشنہ باقی نہ رہے، اگر میں اپنی کوشش میں کسی قدر کامیاب ہوا ہوں تو وہ اللہ عزوجل کا فضل وکرم اور حضرت الاستاذ کا فیض ہے اور اگر کسی جگہ غلطی ہوگئی ہے تو تنقید برائے تنقیص سے بچیں، اور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے۔

شرح کا نام: حضرت الاستاذ دامت برکاتہم نے اس شرح کا نام ''ارشاد الفہوم'' رکھا ہے، ارشاد (افعال) مصدر ہے، اس کے معنی ہیں: راہنمائی کرنا، سیدھے راستہ پر چلانا، اور فہوم: فہم کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: سمجھ، عقل، یہ شرح سلم العلوم حل کرنے میں طلبہ کی راہنمائی کرے گی، اس کی مدد سے سلم العلوم کے دقیق مضامین کو سمجھنا آسان ہوگا، خداوند قدوس سے دعا ہے: اس شرح کو بھی اصل کی طرح قبول فرمائیں اور اس سے بھی طلبہ اور علماء کو فیض پہنچائیں۔ وما ذلك على الله بعزيز، وصلى الله على النبي الكريم، وعلى آله وأصحابه أجمعين۔

کتبہ

حسین احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

ابن

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات

حضرت علامہ قاضی محبّ اللہ بہاری رحمہ اللہ کے حالات

(۰۰۰-۱۱۱۹ھ=۰۰۰-۱۷۰۷ء)

سلم العلوم کے مصنف رحمہ اللہ کا نام نامی محبّ اللہ اور والد کا نام عبد الشکور ہے، بہار کے کڑا نامی گاؤں میں پیدا ہوئے، تاریخ پیدائش معلوم نہیں، آپ کا تعلق ملک قوم سے تھا، آپ نے مختلف اصحاب فضل وکمال سے استفادہ کیا، جن میں شیخ قطب الدین بن عبد الحلیم انصاری سہالوی اور علامہ سید قطب الدین حسینی شمس آبادی مشہور ہیں، سہالوی رحمہ اللہ سے ابتدائی درجہ کی اور وسطی کی کتابیں پڑھیں، پھر سید قطب الدین رحمہ اللہ کی خدمت میں شمس آباد (قنوج) پہنچے، اور اس قطب وقت کے زیر سایہ درجات عربیہ کی تکمیل کر کے دستارِ فضیلت حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد عنفوانِ شباب ہی سے آپ کا شمار کبار علماء میں ہونے لگا، علوم ادبیہ اور عقلیہ میں بلکہ تمام علوم میں آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا آپ جیسا ماہر نہیں تھا، آپ کی قابلیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صاحب مآثر الکرام نے آپ کو "بحر یست از علوم، بدر یست بین النجوم" سے یاد کیا ہے، اور علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے نزہۃ الخواطر میں: **أحدُ الأذكياء المشهورين في الآفاق** لکھا ہے۔

تکمیل علوم کے بعد اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے پاس دکن چلے گئے، اس زمانہ میں عالمگیرؒ دکن میں تھے، انھوں نے آپ کی غیر معمولی صلاحتیوں کو دیکھ کر لکھنو کا قاضی مقرر کیا، پھر حیدآباد کے قاضی منتخب ہوئے، کچھ عرصہ کے بعد عالمگیر رحمہ اللہ نے عہدۂ قضا سے ہٹا کر اپنے پوتے رفیع القدر بن شاہ عالم کی تعلیم پر مقرر کیا، جب عالمگیر رحمہ اللہ نے آخر میں صاحبزادہ شاہ عالم کو کابل کا گورنر مقرر کیا تو شاہ عالم کے ساتھ آپ کو بھی اپنے پوتے کی تعلیم کے لیے کابل بھیج دیا، ۱۱۱۸ھ میں سلطان عالم گیر کی وفات کے بعد شاہ عالم سلطنت مغلیہ کا فرماں روا بنا، اس نے قاضی صاحب کو صدر الصدور کے عہدۂ جلیلہ پر فائز کیا جو ہندوستان میں شیخ الاسلام کے عہدہ کے برابر سمجھا جاتا تھا، اور فاضل خان کے لقب سے سرفراز کیا۔

علامہ موصوف اگر چہ کثیر التصانیف نہیں، ان کی پانچ ہی کتابیں ہیں، مگر ہزار پر بھاری ہیں، ان کی سب تصانیف اعلی معیار کی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-**الجوهر الفرد**: یہ رسالہ جزء لایتجزی کی بحث میں ہے۔

۲-مغالطات عامة الورود کے سلسلہ میں آپ کا ایک رسالہ ہے۔

۳-مسلم الثبوت مع منہیات، یہ اصولِ فقہ میں نہایت معتبر اور مقبول تصنیف ہے اس کا شروع کا حصہ نصاب میں داخل ہے اور علامہ بحر العلوم رحمہ اللہ نے **فواتح الرَحموت** کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے جو دو جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

علامہ بہاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ابن الہمام رحمہ اللہ کی پیروی کی ہے، ابن الہمام کی اصول فقہ میں مشہور کتاب ہے: **التحرير بين أصولَي الحنفية والشافعية**: اس کتاب میں ابن الہمام رحمہ اللہ نے حنفی اور شافعی اصول فقہ کو جمع کیا ہے، علامہ بہاری رحمہ اللہ بھی مسلم الثبوت میں ان کے نقش قدم پر چلے ہیں۔

۴-سلم العلوم مع حواشی، یہ کتاب علم منطق کا متن متین ہے، اس میں منطق کے مسائل، دلائل اور حقائق: سب کچھ جمع کر دیا ہے۔ علماء نے بکثرت اس کی شرحیں لکھی ہیں، ملا مبین، ملا حسن، قاضی مبارک اور حمد اللہ رحمہم اللہ کی شرحیں بہت مشہور ہیں، جو ماضی قریب تک درس نظامی میں پڑھائی جاتی تھیں۔

۵-اور علامہ نے ایک رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ فقہ حنفی بہ نسبت فقہ شافعی کے رائے اور قیاس سے دور ہے جبکہ مشہور اس کے خلاف ہے، اس رسالہ کا خلاصہ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے **نزهة الخواطر** (۲۵۲:۶) میں دیا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سات وجوہ سے فقہ شافعی کی بہ نسبت فقہ حنفی قرآن وحدیث سے اقرب ہے۔

اور علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قاضی محبّ اللہ صاحب کی کتابوں نے درس نظامی کے نصف نصاب کو تقریباً دو سو سال تک اپنے نیچے دبائے رکھا ہے، علم وفضل کا یہ درخشندہ ستارہ ۱۱۱۹ھ میں غروب ہو گیا، ''شیخ دھر'' اور ''قاضی مولوی محبّ اللہ'' سے سن وفات برآمد ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائیں، امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں اور جنت میں اعلی علیین میں بلند مقام عنایت فرمائیں (آمین)